24

صبر کا جوہر دکھاؤ اور نمازوں اور دعاؤں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرو

(فرمودہ 11 جولائی 1952ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے گزشتہ ایام میں جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ ان دنوں ہم جن حالات میں سے گزر رہے ہیں ان کا علاج قرآن کریم نے یہی بیان فرمایا ہے کہ اِسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ 1 یعنی ایک طرف تو تم صبر کا جوہر دکھاؤ، مصائب برداشت کرو، تکلیف اٹھاؤ۔ اور دوسری طرف تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو، نمازیں زیادہ پڑھو اور عبادت کرو۔ کیونکہ جب بنی نوع انسان کسی کو دھتکارتے ہیں تو لَا مَلۡجَأَ وَ لَا مَنۡجَا مِنۡکَ اِلَّا اِلَیۡکَ 2 کے مطابق اس کی پناہ کی جگہ صرف خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ پس تم اس مصیبت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکو۔ جتنے لوگ تم پر خفا ہوتے ہیں درحقیقت اُتنا ہی دنیا یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تم ہمارے غلام ہو۔ اگر تمہیں کسی کی احتیاج نہیں، اگر تمہیں کسی سے ناواجب محبت نہیں، اگر تمہیں کسی سے ناواجب ڈر نہیں تو لوگ تمہارے خلاف شور کیوں کرتے ہیں۔ آخر جب ایک شخص شور کرتا ہے تو کسی چیز سے ڈرانے کے لئے کرتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ تم اس کی احتیاج نہیں رکھتے تو وہ ڈراتا کس چیز سے ہے۔ اگر تم کسی کو دھتکارتے ہو تو اسی لئے کہ تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے ڈرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ تم اسے سزا دے سکتے ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں اتنا طاقتور نہیں سمجھتا کہ تم اسے سزا دے سکو، وہ

اپنے آپ کو تم سے زیادہ قوی، دلیر اور بہادر سمجھتا ہے تو تمہیں ڈرانے کی جرأت نہیں ہو سکتی ڈرانے والا کسی کو صرف اسی لئے ڈراتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ڈرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہیں کوئی شخص یا جماعت ڈرائے تو تم نمازیں شروع کر دو۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے ڈرانے کے نتیجہ میں نماز شروع کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ میں بندۂ خدا ہوں۔ اور جب میں بندۂ خدا ہوں تو مجھے کسی کا کیا ڈر۔ پس جب تمہیں کوئی شخص ڈراتا ہے یا وہ تم پر حملہ کرتا ہے تو تم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ایک بچہ جو نادان ہوتا ہے، جس کی عقل کم ہوتی ہے اسے بھی کوئی شخص مارنے لگتا ہے تو وہ ماں کے پاس چلا جاتا ہے۔ چاہے اس کی ماں کتنی ہی کمزور ہو وہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی ماں کے پاس جا کر محفوظ ہو گیا ہے۔ مومن کو کیا خدا تعالیٰ پر اتنا یقین بھی نہیں ہونا چاہیے جتنا ایک بیوقوف اور کم عقل بچہ کو اپنی کمزور ماں پر ہوتا ہے؟ جب اس پر کوئی حملہ کرنے لگتا ہے تو وہ اپنی ماں کے پاس آ جاتا ہے۔ مومن کو بھی چاہیے کہ جب وہ مشکل حالات میں سے گزرے تو وہ خدا تعالیٰ کے پاس آئے اور اس سے مدد مانگے۔ اگر اسے خدا تعالیٰ سے ماں جتنی محبت بھی ہے تو وہ اس کے پاس دوڑا آئے گا۔

آخر عبادت کیا ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سچی عبادت یہ ہے کہ تمہیں یقین ہو کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو یا کم از کم تمہیں یقین ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔3 اگر یہ یقین ہو جائے کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے تو یہ ادنیٰ عبادت ہے۔ اعلیٰ عبادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں نظر آ رہا ہو۔ کیونکہ عبادت قُرب اور رؤیت کا نام ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو ماں کے برابر بھی سمجھتے ہو اگر تمہیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ وجود ہے تو سیدھی بات ہے کہ تم اُسی کے پاس بھاگ کر جاؤ گے۔ عبادت اِس بات کی شہادت ہوتی ہے کہ عبادت کرنے والے کے اندر ایمان پایا جاتا ہے۔ عبادت اس بات کی شہادت ہوتی ہے کہ اسے کسی کی پروا نہیں۔

میں نے گزشتہ جمعہ میں یہ تحریک کی تھی کہ تم ربوہ سے یہ سکیم شروع کرو کہ پانچ نمازوں کے علاوہ لوگ تہجد بھی ادا کیا کریں۔ اگر کوئی شخص صرف پانچ نمازیں ہی ادا کرتا ہے جو فرض ہیں تو یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ اگر وہ انہیں ادا نہیں کرتا تو وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔ وہ تو نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ

ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو قسم دے کر کہا کہ آیا خدا تعالیٰ نے آپ کو روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر آپ کو قسم دے کر کہا کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو تیس روزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر آپ کو قسم دے کر کہا کیا خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالا کرو؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر کہا کیا خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر طاقت ہو تو تم حج کرو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا پھر میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جتنی نمازیں فرض ہیں میں انہیں پورا کروں گا۔ جتنے روزے فرض ہیں میں رکھوں گا، زکوٰۃ دوں گا اور اگر طاقت ہوئی تو حج کروں گا۔ خدا کی قسم! میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ کم۔ آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے اپنا عہد پورا کیا تو جنت میں چلا جائے گا 4 مگر یہ ایک ادنیٰ عہد ہے اور مومن صرف ادنیٰ عہد نہیں کرتا۔ اسے یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب جائے اور قریب جانے کے لئے نوافل ادا کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نوافل کے ذریعہ تم خدا تعالیٰ کے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری آنکھیں بن جائے گا جن سے تم دیکھتے ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے کان بن جائے گا جن سے تم سنتے ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھ بن جائے گا جن سے تم پکڑتے ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے پاؤں بن جائے گا جن سے تم چلتے ہو 5۔

پس قرب کی راہیں نوافل سے کھلتی ہیں۔ وہ شخص جس کی میں نے مثال دی ہے وہ بدوی تھا اس لئے حضرت ابوبکرؓ نے ایسا نہیں کہا۔ یہ صحیح بات ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بدوی جنت میں داخل ہو جائے گا اگر اس نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا مقرب وہی ہوگا جو نوافل ادا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ہم صرف اتنا ہی کام کریں گے۔ بلکہ حدیثوں سے پتا لگتا ہے کہ وہ ہمیشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! کوئی اَور کام بتائیں یا رسول اللہ! کوئی اَور کام بتائیں۔ بہرحال میں نے گزشتہ جمعہ یہ تحریک کی تھی کہ ربوہ والے دوسروں کے لئے نمونہ بنیں اور محلوں میں تحریک کی جائے کہ لوگ نماز تہجد ادا کیا کریں۔ اور جو دوست اس بات کا عہد کرلیں کہ وہ نمازِ تہجد ادا کیا کریں گے اُن کے نام لکھ لئے جائیں۔ مجھے جنرل پریذیڈنٹ کی طرف سے آج ایک ہفتہ کے بعد یہ رپورٹ ملی ہے کہ مختلف محلوں میں تحریک کی گئی ہے۔ دارالصدر کے الف محلّہ کے دوسو سے اوپر

دوستوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ باقاعدہ تہجد ادا کرنے کی کوشش کریں گے اور محلّہ ج کے سو آدمیوں نے اس قسم کا وعدہ کیا ہے اور محلّہ ب کے متعلق انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود صدر محلّہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ سُستی بھی قوم کو خراب کرتی ہے۔ قوم کا بوجھ درحقیقت وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو ہر کام کو اس کے وقت پر کرتے ہیں۔ جو کام کو دوسرے وقت پر ٹلا دیتے ہیں وہ قوم کے لئے مفید وجود نہیں بن سکتے۔ درحقیقت اخلاقِ فاضلہ کے بغیر کامیابی نہیں ہوسکتی۔ ایک غیر مومن اپنے جتھوں کے پاس جاتا ہے۔ وہ اپنے طاقتور ساتھیوں کے پاس جاتا ہے۔ لیکن اگر تم مومن ہو اور تم میں ایمان ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کے پاس جانا چاہیے جو سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے پاس نہیں جاتے تو تمہاری تباہی میں کیا شُبہ رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے نہ کسی رؤیا کی ضرورت ہے نہ کسی الہام کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تم نے دنیا کو بھی مخالف بنالیا اور خدا تعالیٰ سے بھی تعلق قائم نہ رکھا۔

ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے۔ ان کا ہمسایہ ایک امیر آدمی تھا جو بادشاہ کا درباری تھا۔ وہ ناچ گانے کیا کرتا تھا۔ اس بزرگ نے اسے کہلا بھیجا کہ یہ بات درست نہیں تم ناچ گانا بند کر دو۔ اس درباری نے کہا میں ناچ گانا بند نہیں کرتا۔ اس بزرگ نے کہا اگر تم ناچ گانا بند نہیں کرو گے تو ہم زور سے اسے بند کرائیں گے۔ تم ہمیں ذکرِ الٰہی نہیں کرنے دیتے اور نہ نمازیں پڑھنے دیتے ہو۔ وہ شخص بادشاہ کا درباری تھا۔ اُس نے بادشاہ کے پاس شکایت کی کہ فلاں بزرگ نے مجھے دھمکی دی ہے۔ حالانکہ مومن کا انحصار بندہ پر نہیں ہوتا اُس کا انحصار تو خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ مقرر کر دیا۔ اِس پر اُس درباری نے اپنے ہمسایہ بزرگ کو کہلا بھیجا کہ اب تم میرا مقابلہ کرلو۔ بادشاہ نے میری حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ مقرر کر دیا ہے۔ ان کا تو یہ منشاء ہی نہ تھا کہ وہ اس درباری سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ وہ شروع سے ہی یہ سمجھتے تھے کہ انکی مدد خدا تعالیٰ نے کرنی ہے اور وہ اس کے سامنے مدد کے لئے جھکیں گے۔ انہوں نے اپنے ہمسایہ کے پیغام کے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم تمہارا مقابلہ کریں گے لیکن ظاہری تیر و تفنگ اور تلواروں سے نہیں بلکہ ہم تمہارا مقابلہ رات کے تیروں سے کریں گے۔ یعنی راتوں کو اٹھ کر دعائیں کریں گے اور خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ یہ ایمان اور یقین سے نکلا ہوا فقرہ

تھا جس کے اندر توکل اور یقین کی روح بھری ہوئی تھی۔مجلسِ سرود لگی ہوئی تھی کہ پیغامبر نے ہمسایہ درباری کو اس بزرگ کا پیغام سنایا کہ انہوں نے کہا ہے ہم تمہارا مقابلہ کریں گے لیکن ظاہری توپ وتفنگ اور تلواروں سے نہیں بلکہ ہم تمہارا مقابلہ رات کے تیروں سے کریں گے۔ یہ فقرہ اُس درباری کے دل پر اس طرح لگا کہ اُس کی چیخ نکل گئی۔اُس نے سارنگیاں اور طبلے چھوڑ دیئے اور کہا ان تیروں کے مقابلہ کی نہ مجھ میں طاقت ہے اور نہ میرے بادشاہ میں طاقت ہے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اگر تم دعاؤں پر زور دو اور اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کر لو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے پاس وہ طاقت ہے کہ ساری دنیا بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لیکن افسوس ہے کہ تم چشمے پر بیٹھے ہوئے پانی نہیں پیتے۔تم ندی کے کنارے بیٹھے ہو لیکن تم نہاتے نہیں۔ خدا کے خزانے تمہارے پاس ہیں لیکن تم انہیں لینے کی کوشش نہیں کرتے۔ارادہ اور کوشش ہی انسان کو کامیاب کرتے ہیں۔ایک دن میں نہ کوئی انسانیت میں کامل بن جاتا ہے اور نہ کوئی نبی بن جاتا ہے۔ نبی بھی عام انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ایک عرصہ تک ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا ہے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلتا ہے، پھر وہ ایک ایک دو دو لفظ سمجھتا ہے۔کانپتے کانپتے بچوں کی طرح چلتا ہے۔اُس پر بھی بچپن کا زمانہ آتا ہے جب وہ آداب سیکھتا ہے۔

پھر اُس پر جوانی کا زمانہ آتا ہے پھر اُس کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے وہ خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرتا ہے۔پس ولایت اور انسانیت ایک دن میں نہیں ملتیں۔ انسان بھی کہیں چالیس سال میں جا کر انسان بنتا ہے۔انسان 30، 40 سال میں ولی بنتا ہے لیکن وہ بنتا شروع کے تجربہ کی وجہ سے ہے۔ جب تک کوئی شخص پہلی جماعت میں داخل نہیں ہوتا وہ پرائمری پاس کیسے کرے گا۔ جب تک وہ مڈل کی پہلی جماعت پاس نہیں کر لیتا وہ مڈل پاس کیسے کرے گا۔ جب تک وہ ہائی کلاسز میں داخل نہیں ہوتا وہ میٹرک کا امتحان کیسے پاس کرے گا۔ جب تک وہ کالج کی پہلی جماعت میں داخلہ نہیں لے گا وہ بی اے اور ایم اے کیسے بنے گا۔پس متواتر کوشش کے بغیر مدّعا اور مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔پہلی جماعت میں داخل ہونے کے معنی کوشش شروع کرنے کے ہیں۔

تم کوشش شروع کرو۔اگر تم ساری رات سوئے ہو اور دن کو بھی اس کی کسر پوری نہیں

کرتے تو تم نے خدا تعالیٰ کو ملنے کے لئے کوشش ہی نہیں کی۔ اگر تم پہلی جماعت میں داخل نہیں ہوتے تو تم ایم اے پاس کیسے کرو گے۔ پھر حسرت کے ساتھ تم کہو گے کہ ہمیں خدا نہیں ملا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کو ملنے کے لئے بھی کلاسز ہیں۔ جب تک تم پہلی کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کلاس پاس نہیں کرو گے تم خدا تعالیٰ کو مل نہیں سکتے۔ تم نے خدا تعالیٰ کو ملنا ہو تو پہلے پہلی جماعت پاس کرو۔ دوسری جماعت پاس کرو۔ تیسری جماعت پاس کرو۔ چوتھی جماعت پاس کرو۔ پانچویں جماعت پاس کرو۔ چھٹی جماعت پاس کرو۔ ساتویں جماعت پاس کرو۔ مڈل پاس کرو۔ میٹرک کا امتحان پاس کرو۔ کالج کی پہلی جماعت پاس کرو۔ دوسری جماعت پاس کرو۔ تیسری جماعت پاس کرو۔ چوتھی جماعت پاس کرو۔ پانچویں جماعت پاس کرو۔ چھٹی جماعت پاس کرو۔ تب جا کر تم ایم اے پاس کر سکتے ہو۔ تم نے پہلی جماعت پاس نہیں کی لیکن تم یہ شکوہ کرتے ہو کہ ہم نے ایم اے پاس نہیں کیا۔ تم نے قاعدہ شروع نہیں کیا اور رو رہے ہو کہ ہم نے ایم اے پاس نہیں کیا۔ جو شخص پہلی جماعت پاس نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ مجھے ایم اے میں داخل کرا دو وہ بے وقوف ہے۔ پس تم اپنے نفس کو آہستہ آہستہ ان مشکلات اور مصائب میں ڈالو جن کے بعد روحانی درجات ملتے ہیں۔ پھر انسان اَور ترقی کرتا ہے اور اس قابل بن جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل اُس پر نازل ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تمہیں وہ نتیجہ نہیں مل سکتا جو قربانیوں کے بعد ملتا ہے۔ تم ان راستوں پر چلو جن راستوں پر چل کر تم اعلیٰ مقامات حاصل کر سکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا تو اسی لئے کہ جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ رکھے گا وہ ولی اللہ بن جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ کی سنت قائم ہے۔ ولی اللہ بننے کے لئے جو کلاسیں مقرر ہیں جب کوئی شخص انہیں پاس کر لے گا تو وہ ولایت کے درجہ کو حاصل کر لے گا۔ لوگوں نے حماقت سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جب تک عربی زبان نہ آئے کوئی شخص ولی اللہ نہیں بن سکتا حالانکہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سُن سکتا ہے اور وہ سنتا ہے تو یہی بات اس کے لئے کافی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا اور وہ سنتا بھی نہیں تو وہ ولی اللہ بن جائے۔ ولی اللہ بننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کوئی بڑا مفسر ہو۔ اگر وہ قرآن کریم کا سادا، ترجمہ سن لیتا ہے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ولی اللہ بننے کیلئے یہ بات کافی ہے۔ عالم کہلانے کے لئے صَرف کی ضرورت ہے، نحو کی ضرورت ہے، علمِ بدیع کی ضرورت ہے،

علمِ معانی کی ضرورت ہے، فصاحت کی ضرورت ہے، لغت کی باریکیاں جاننے کی ضرورت ہے۔لیکن ولی اللہ بننے کے لئے اِن باتوں کی ضرورت نہیں۔ ہر ولی اللہ مفسر نہیں ہوتا اور نہ ہر مفسر ولی اللہ ہوتا ہے۔بعض ایسے مفسر بھی گزرے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دین سے بے بہرہ تھے۔مثلاً صاحبِ کشّاف ہیں ان کی تفسیر نہایت اعلیٰ ہے لیکن کہتے ہیں کہ وہ نیچری تھے اس لئے انہوں نے روحانیت کو چھوڑ دیا ہے۔لیکن جہاں تک صَرف ،نحو،علمِ معانی ،علمِ کلام ،علمِ بدیع، فصاحت و بلاغت اور لغت کا تعلق تھا انہوں نے قرآن کریم کی نہایت اعلیٰ تفسیر کی ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ جو قرآن کریم کی خدمت کرے وہ ضرور خدا رسیدہ ہوتا ہے۔نحو، صَرف، علمِ معانی ،علمِ کلام اور لغت جاننے والا بھی یہ کام کرسکتا ہے۔اسی طرح روحانیات کے عالم کے لئے ضروری نہیں کہ وہ تفسیر بھی جانتا ہو۔ ہاں یہ دونوں چیزیں جمع ہوسکتی ہیں۔ روحانیات کا جاننے والا ظاہری علوم سے بھی واقف ہوسکتا ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ظاہری علوم کا جاننے والا روحانیات کا عالم بھی ہو۔لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر روحانی عالم ظاہری علوم کا بھی عالم ہو۔یا ہر ظاہری علوم کا جاننے والا روحانی عالم بھی ہو۔ ہر ایک شخص جو ولایت کے رستوں پر چلے گا وہ امید کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی مدد کرے۔

اپنی نمازوں کو سنوارو، تم اپنی عبادت کو سنوارو اور آہستہ آہستہ تم اس بات کی عادت ڈالو کہ رمضان کے علاوہ تم دوسرے ایاّم میں بھی روزے رکھو۔فرض زکوٰۃ کے علاوہ تمہیں زائد صدقہ دینے کی بھی عادت ہو۔اور ہو سکے تو تم حج بھی کرو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں آج کل حج پر وہ لوگ جاتے ہیں جن پر حج فرض نہیں اور وہ لوگ حج کے لئے نہیں جاتے جن پر حج فرض ہے۔مثلاً بیمار حج کے لئے جاتے ہیں تا وہ بیتُ اللہ میں جا کر دعا کریں کہ وہ تندرست ہو جائیں یا خدا تعالیٰ انہیں اولاد اور مال دے۔لیکن وہ امیر اور مالدار شخص جس پر حج فرض ہے وہ آرام سے بیٹھا رہتا ہے۔اور اگر وہ حج کرتا ہے تو محض شہرت کے لئے یا اپنی تجارت کو وسعت دینے کے لئے ، اس سے زیادہ نہیں۔تم وہ اعمال کرو جن سے خدا تعالیٰ ملتا ہے۔خدا تعالیٰ نوافل سے ملتا ہے۔فرائض تو خدا تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ان کو پورا کرنے سے انسان جنت میں چلا جاتا ہے لیکن اُسے خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں ہوتا۔خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے تم نوافل کی عادت ڈالو۔ یہ مصائب عارضی ہیں۔ بڑی چیز خدا تعالیٰ کا ملنا ہے۔اگر کوئی مصیبت نہ بھی ہو تب بھی خدا تعالیٰ

کو پانے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی اپنی مصیبت ٹلانے کو عبادت کا مقصد قرار دے لیتا ہے تو یہ نہایت ادنیٰ اور ذلیل بات ہے۔ اگر خدا خدا ہے، اگر مذہب مذہب ہے تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ساری نعماء حقیر ہیں۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ دنیا کو خوش کرنا اصل چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اُن قربانیوں کی ضرورت ہے جن سے خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے بعض نوجوانوں میں دین کی محبت کمزور ہے۔ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ اس سے تمہاری نسل اور تمہارا خاندان خدا تعالیٰ کا قُرب کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ اگر تم اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرتے تو تم خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے سے محروم رہ جاؤ گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی مولوی برہان الدین صاحب مزاحیہ طبیعت رکھتے تھے۔ ان کی ساری زندگی نہایت سادگی میں گزری تھی۔ ایک دن مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مولوی برہان الدین صاحب ایک خواب سنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنائیں۔ مولوی برہان الدین صاحب کہنے لگے میں نے خواب میں اپنی فوت شدہ ہمشیرہ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے ملی ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا بہن سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟ کہنے لگی خدا نے بڑا فضل کیا ہے اُس نے مجھے بخش دیا ہے اور اب میں جنت میں آرام سے رہتی ہوں۔ میں نے کہا بہن وہاں کرتی کیا ہو؟ کہنے لگی بیر بیچتی ہوں۔ میں نے کہا بہن ہماری قسمت بھی عجیب ہے کہ ہمیں جنت میں بھی بیر ہی بیچنے پڑے۔ اس خواب کی تعبیر تو نہایت اعلیٰ تھی۔ بیر جنت کا ایک پھل ہے اور اس سے مراد ایسی کامل محبت ہوتی ہے جو لازوال ہو۔ اور جنت کا پھل بیچنے کے یہ معنی تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی لازوال محبت لوگوں میں تقسیم کرتی پھرتی ہوں۔ لیکن مولوی برہان الدین صاحب کا ذہن اِس تعبیر کی طرف نہ گیا اور ظاہری الفاظ کے لحاظ سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بیر بیچنا تو بڑی معیوب بات ہے۔ بہرحال یہ خواب سنا کر اُن پر رقت طاری ہوگئی اور کہنے لگے حضور! ہم سنا کرتے تھے کہ مسیح آئیں گے تو وہ شخص بڑا خوش قسمت ہوگا جو مسیح کو دیکھے گا۔ پھر ہم نے مسیح موعودؑ کی آواز کو سنا، آپ پر ایمان لائے۔ پھر سنا کہ فلاں شخص آپ پر ایمان لایا اور اسے قُرب کا مرتبہ مل گیا۔ اسے الہام ہونے لگے، اسے رؤیا و کشوف ہوتے ہیں۔ اِس پر اُن کی چیخ نکل گئی اور کہنے لگے لیکن "میں تے پھر بھی جھڈو دا جھڈو ہی رہیا۔" مجھے آج تک پتا نہیں لگا کہ جھڈو کے کیا معنی ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کے مفہوم کا تعلق ہے

وہ یہی تھا کہ میں نہایت ادنیٰ قسم کا آدمی ہوں کہ میں نے مسیح موعودؑ سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان کی تو یہ غلط فہمی تھی لیکن اس میں کیا شُبہ ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے اور آپ کی جماعت میں داخل ہوئے۔ تم ایسے طبیب کے پاس گئے جس کے پاس ایسا سُرمہ تھا جس کے لگانے سے انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن جسے پھر بھی خدا تعالیٰ دکھائی نہ دیا اُس سے زیادہ بدقسمت اَور کون ہوگا۔ تم ہسپتال میں داخل ہوئے لیکن بیماری کی حالت میں ہی اُس سے باہر چلے گئے۔ لوگ موتیا بند کا آپریشن کرتے ہیں اور جس کا آپریشن خراب ہوتا ہے وہ ساری عمر حسرت سے کہتا ہے کہ لوگ آئے اور آپریشن کرایا، بینائی حاصل کی اور چلے گئے۔ لیکن میں نے اپنا آپریشن بھی کروایا پھر بھی میری آنکھ نہ بنی۔ اِس شخص سے زیادہ خراب حالت اُس شخص کی ہے جو اِس جماعت میں داخل ہوا، جس کی غرض ہی خدا تعالیٰ کا وصال تھی لیکن وہ خدا تعالیٰ سے ملے بغیر گزر گیا۔ قرآن کریم میں آتا ہے یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ۔ 6۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانات پر سے گزرتے ہیں لیکن ان کی طرف دیکھتے نہیں۔ تم وہ طریق تو اختیار کرو جن سے خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ تم قدم تو اٹھاؤ۔ تم حج کے لئے ارادہ تو کرو۔ تم زکوٰۃ کے لئے ہاتھ تو بڑھاؤ۔ تم روزوں کے لئے نیند تو توڑو۔ اس کے بعد دوسرا قدم اٹھے گا پھر تیسرا قدم اٹھے گا۔ پہلے دن ہی ولایت نہیں مل جائے گی تم قدم اٹھاؤ گے تو وہ ملے گا۔ آخر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ خود بخود اُن کا کام کر دیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ دو شخص ایک جنگل میں لیٹے پڑے تھے کہ انہیں دور سے ایک شخص نظر آیا۔ ان میں سے ایک نے اسے بلایا اور کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے اٹھا کر یہ میرے منہ میں ڈال دو۔ اوّل تو وہ شخص سپاہی ہی تھا اور سپاہی مغرور ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔ اُس نے خیال کیا کہ یہاں جنگل میں کوئی مصیبت زدہ ہے میں جلدی اس کی مدد کو پہنچوں۔ لیکن جب وہ وہاں گیا تو اس نے کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے یہ میرے منہ میں ڈال دو۔ اُسے غصہ آیا اور اُس نے اُس شخص سے جس نے اُسے آواز دی تھی کہا تُو بڑا بے حیا ہے، میں اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا کہ تُو نے آواز دی۔ میں نے سمجھا کہ کوئی مصیبت زدہ ہے اس لئے میں یہاں آ گیا تا تمہاری مدد کروں۔ لیکن یہاں آیا تو تم نے کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے یہ بیر اٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ کیا تمہارا ہاتھ نہیں تھا تم نے بیر خود منہ

میں کیوں نہ ڈال لیا؟ اِس پر دوسرے شخص نے کہا میاں! خفا کیوں ہوتے ہو؟ یہ بہت ذلیل آدمی ہے، اِس پر خفا ہونا بے فائدہ ہے۔ ساری رات کُتّا میرا منہ چاٹتا رہا لیکن اِس کمبخت نے ہش تک نہیں کی۔ اس پر وہ سپاہی چُپ کر کے چلا گیا۔

پس تم اپنی حالت ان جیسی نہ بناؤ۔ اگر تم نے ابھی کوشش ہی نہیں کی، قربانی ہی نہیں کی، تم نے اُس رستہ پر قدم ہی نہیں رکھا جس رستہ پر چلنے سے خدا ملتا ہے تو پھر تم کس طرح یہ امید کر سکتے ہو کہ چونکہ تم اُس جماعت میں سے ہو جو خدا تعالیٰ کو پہچانتی ہے اِس لئے خدا تعالیٰ تمہیں مل جائے گا۔ تمہاری آوازوں سے تو دنیا کا گوشہ گوشہ گونج جانا چاہیے۔ تمہارے گھروں سے قرآن کریم پڑھنے کی اِس قدر آوازیں آنی چاہئیں کہ دنیا حیران ہو جائے۔ ہم جب قادیان کی گلیوں میں سے گزرتے تھے تو ہر گھر سے قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ لیکن یہاں صبح کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ انسان جتنا گرتا ہے اُتنی ہی اُسے شور مچانے اور چلّانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم مصائب میں گھرے ہوئے ہو۔ تمہیں تو بہت زیادہ چلّانا چاہیئے۔

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ کچھ لوگ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہوتے ہیں لیکن ابھی بہت لوگ باقی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ آبادی کا ایک حصہ بچے ہیں، پھر عورتیں ہیں۔ ان کا 1/3 حصہ ایسا ہوتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا۔ پھر کچھ بیمار اور کچھ بوڑھے ہیں۔ اگر انہیں کُل آبادی کا 1/5 حصہ بھی سمجھ لیا جائے تب بھی ربوہ کی آبادی پانچ چھ ہزار کی ہے۔ اس میں سے ایک ہزار تو تہجد گزار ہونا چاہیے لیکن ابھی تک تین چار سو کے نام میرے پاس پہنچے ہیں۔ چھ سات سو اشخاص باقی ہیں جنہیں تہجد پڑھنی چاہیے۔ پھر سکول کے طالب علموں کو بھی تہجد کی عادت ڈالنی چاہیے۔ پندرہ سولہ سال کے لڑکے کو کم سے کم ہفتہ میں ایک دفعہ تو تہجد کے لئے اٹھانا چاہیے۔ پھر انہیں تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنی چاہیے اور اساتذہ کو اس کی نگرانی رکھنی چاہیے۔ لیکن جب طلباء کو اس قسم کی تحریک نہیں ہوگی تو وہ خیال کرلیں گے کہ خود ہمارے اساتذہ کو بھی دین کی قدر نہیں اور اس طرح وہ بہت سست ہو جائیں گے۔ پس تم روحانیت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت ڈالو۔ تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالو تا ساری جماعت اِس مرکز پر جمع ہو جائے جو دنیا میں روحانیت کا سرچشمہ ہے۔" (الفضل 28 جون 1952ء)

1: البقرة: 154

2: بخاری کتاب الوضوء ۔ باب فَضْلُ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ۔

3: بخاری کتاب الْاِیْمَان باب سُؤَالُ جِبْرِیْلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِیْمَانِ (الخ)

4: بخاری کِتَابُ الْاِیْمَانِ باب الزَّکوٰۃُ مِنَ الْاِسْلَامِ۔

5: بخاری کتاب الرِّقَاق باب التَّوَاضُع۔

6: یوسف: 106